McGill University Library
3 103 153 138 T

ISLAMIC
DS480.45
U796
1950

MH4 .U86r
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES
33112
★
McGILL
UNIVERSITY

Usmani, Shabbir Ahmad

Rawshni ka minar

روشنی کا مینار

پاک دستور میں

علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ

کی معرکۃ الآرا تقریر

شعبۂ نشر و اشاعت جماعت اسلامی ملتان

NE

MHQ
U867

پاک دستور ساز اسمبلی میں

منظور شدہ قرار داد مقاصد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

★ چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیر حاکم مطلق ہے اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اقتدار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کیلئے نیابۃً عطا فرمایا ہے اور چونکہ یہ اقتدار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے

★ لہذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد و خود مختار مملکت پاکستان کے لیے ایک دستور مرتب کیا جائے۔

★ جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ استعمال کرے۔

★ جس میں اصول جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کی جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر پابندی کی جائے گی۔

★ جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں مرتب و منظم کر سکیں۔

★ جس کی رو سے اس امر کا وافی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عقیدہ رکھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں

★ جس کی رو سے وہ علاقے جو فی الحال پاکستان میں داخل ہیں یا ملحق ہو گئے ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل اور ملحق ہو جائیں ایک وفاقیہ بنائیں جس کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں

30.7.68

★ جس کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت کی جائے۔ اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات حیثیت و مواقع قانون کی نظر میں برابری عمرانی۔ اقتصادی اور سیاسی عدل، خیال۔ اظہار عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط کی آزادی شامل ہوں۔

★ جس کی رو سے اقلیتوں اور پس ماندہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا وافی انتظام کیا جائے۔

جس کی رو سے عدلیہ کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو۔

★ جس کی رو سے وفاقیہ کے علاقوں کی صیانت، اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے بر و بحر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں۔ تحفظ کیا جائے۔

★ تاکہ اہل پاکستان فلاح و خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔ اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں۔ اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی و بہبود میں کماحقہٗ اضافہ کر سکیں۔

اب چونکہ قرارداد کے منظور ہو جانے کے بعد پاکستان کی حیثیت اسلامی ریاست کی ہو گئی ہے

لہٰذا

دستور ساز اسمبلی کو چاہیئے کہ وہ نیا دستور مرتب کرنے کے لئے ان تمام علماء اور مفکرین کا تعاون فراخدلی سے حاصل کرے جو گہری دینی بصیرت کے ساتھ حالات حاضرہ کے تقاضوں سے پوری طرح باخبر ہوں

33112

پاک دستور ساز مجلس میں

بتائید قرارداد مقاصد

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی تقریر

قرارداد مقاصد کے اعتبار سے جو مقدس اور محتاط تجویز آنریبل مسٹر لیاقت علی خاں صاحب نے ایوان ہذا کے سامنے پیش کی ہے میں نہ صرف اس کی تائید کرتا ہوں۔ بلکہ آج اس بیسویں صدی میں جب کہ ملحدانہ نظریات حیات کی شدید کشمکش اپنے انتہائی نقطۂ عروج پر پہنچ چکی ہے ایسی چیز کے پیش کرنے پر موصوف کے عزم وہمت اور جرأت ایمانی کو مبارکباد دیتا ہوں اگر غور کیا جائے تو یہ مبارکباد فی الحقیقت میری ذات کیطرف سے نہیں بلکہ اس پسی ہوئی اور کچلی ہوئی روح انسانیت کی جانب سے ہے جو خالص مادہ پرست طاقتوں کی حریفانہ حرص وآز اور رقیبانہ ہوس ناکیوں کے میدان کارزار میں مدتوں سے پڑی کراہ رہی ہے۔ اس کے کراہنے کی آوازیں اس قدر درد انگیز ہیں کہ بعض اوقات اس کے سنگدل قاتل بھی گھبرا اٹھتے ہیں اور اپنی جارحانہ حرکات پر نادم ہوکر تھوڑی دیر کے لئے مداوا تلاش کرنے لگتے ہیں مگر پھر علاج ودوا کی جستجو میں وہ اس لئے ناکام رہتے ہیں کہ جو مرض کا اصلی سبب ہے۔ اسی کو دوا اور اکسیر شفا سمجھ لیا جاتا ہے۔

روشنی کی تحریر افق پر

یاد رکھئے۔ دنیا اپنے خود ساختہ اصولوں کے جس جال میں پھنس چکی ہے اس سے نکلنے کے لئے جس قدر پھڑپھڑائیگی اسی قدر جال کے حلقوں کی گرفت اور زیادہ سخت ہوتی جائیگی۔ وہ صحیح راستہ گم کر چکی ہے جو راستہ اب اختیار کر رکھا ہے اس پر جتنے زور سے بھاگے گی وہ حقیقی فوز وفلاح کی منزل سے دور ہوتی چلی جائے گی۔

ہم کو اپنے نظام حیات کو درست اور کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارا انجن جس لائن پر اندھا دھند چلا جارہا ہے۔ اسے تبدیل کردیں اور جس طرح بعض

دفعہ لائن تبدیل کرتے وقت گاڑی کو کچھ پیچھے ہٹانا پڑتا ہے ایسے ہی صحیح لائن پر آگے بڑھنے کی غرض سے ہم کو کچھ پیچھے ہٹنا پڑے تو کچھ مضائقہ نہیں اگر ایک شخص کسی راستے پر بے تحاشہ دوڑ رہا ہے۔ اور ہم دیکھیں۔ کہ چند قدم آگے بڑھنے پر وہ کسی ہلاکت کے غار میں جا پڑیگا تو ہم خاموش نہیں رہ سکتے اسے ادھر سے پیچھے ہٹا کر صاف اور سیدھی شاہراہ پر ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ یہی حال آج دنیا کا ہے اگر ہماری اس نئی اور بے چین دنیا کو اپنے تباہ کن مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تو اُسے حالات کا بالکل جڑ بنیاد سے جائزہ لینا ہوگا۔ کسی درخت کی شاخوں اور پتوں پر پانی چھڑکتے رہنا بیکار ہے۔ اگر اس کی جڑ جو سینکڑوں من مٹی کے نیچے دبی ہوئی ہے مضبوط ہو۔ آج کے بہت سے بکھرے ہوئے مسائل خواہ اُن سے آپ کو کتنی ہی دلچسپی اور شغف کیوں نہ ہو کبھی ٹھیک طور پر سنور اور سلجھ نہیں سکتے۔ جب تک کہ ان کے اصول بلکہ اصل الاصول درست نہ ہو جائیں قدامت پرستی اور رجعت پسندی کے طعنوں سے نہ گھبرایئے۔ بلکہ کشادہ دل و دماغ کے ساتھ ایک متجسس حق کی طرح الجھی ہوئی ڈور کا سرا پکڑنے کی کوشش کیجئے۔ جو باتیں طاقتور اور ذی اقتدار قوموں کے زبردست پراپیگنڈے یا غیر شعوری طور پر ان کے حاکمانہ اقتدار اور مسحور کن مادی ترقیات کے زور واثر سے بطور مسلمات عامہ اور اصول موضوعہ اور مفروغ عنہا صد افسوس کے تسلیم کر لی گئی ہیں ان ہی پر تجدید فکر و نظر کی ضرورت ہے۔ اس پکے ارادے کے ساتھ جس چیز پر ہم صدیوں کی کاوشوں کے نتیجہ میں اعتقاد جمائے بیٹھے تھے ما وضوح حق کے بعد ایک لمحہ کے لئے اس پر قائم رہنا جرم عظیم سمجھینگے۔ اگر دنیا کو انسانیت کی حقیقی فلاح کے لئے کسی نتیجہ پر پہنچنا ہے۔ تو اسے ان قدیم اور اٹل نظریات پر ضرور غور کرنا ہوگا۔ جنہیں مادی و معاشی مسابقت کی بے تحاشہ دوڑ میں بہت سی قومیں پیچھے چھوڑ آئی ہیں۔ اسے یوں خیال کیجئے کہ کتنی صدیوں تک سکونِ ارض کے متعلق بطلیموس کا نظریہ دنیا پر مستولی رہا۔ فیثاغورس کی آواز پر کسی نے توجہ نہ کی۔ پھر ایک وقت آیا کہ ہزاروں من مٹی کے نیچے دبا ہوا بیج جو فیثاغورس دیا گیا تھا۔ زمین کے سینے کو چاک کر کے باہر نکلا۔ اور برگ و بار لا کر رہا۔ سچائی کا پرستار کبھی اس کی پرواہ

نہیں کرتا کہ کسی زمانے میں طویل عرصہ تک لوگ اس کے ماننے سے آنکھیں چرائیں گے یا ناک بھوں چڑھائیں گے۔ حق اکیلا رہ کر بھی حق رہتا ہے اسے یقین ہے کہ ایک دن ضرور آئیگا کہ جب اس کے جھٹلانے والے زمانے کے دھکے کھا کر اس کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہونگے۔ آج وہ دن قریب آرہا ہے اور جیسا کہ آنریبل مسٹر لیاقت علی خان نے فرمایا۔ روشنی تحریر افق پر ظاہر ہو کر طلوع ہونے والے روز روشن کا پیش خیمہ بن رہی ہے

روشنی کا مینار

ضرورت ہے ہم اپنے کو خفاش صفت ثابت نہ کریں جو دن کی روشنی کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ پاکستان، مادیت کے بھنور میں پھنسی ہوئی اور دہریت و الحاد کی اندھیریوں میں بھٹکی ہوئی دنیا کو روشنی کا ایک مینار دکھانا چاہتا ہے۔ یہ دنیا کے لئے کوئی چیلنج نہیں بلکہ انسانیت کے لئے پر امن پیغام حیات و نجات ہے اور اطمینان اور خوشحالی کی راہ تلاش کرنے والوں کے لئے سہولیت مہیا کرتا ہے۔ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ دنیا کے لئے عموماً اور پاکستان کے لئے خصوصاً کسی قسم کا نظام تجویز کرنے سے پہلے پوری قطعیت کے ساتھ یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس تمام کائنات کا جس میں ہم سب اور ہماری یہ مملکت بھی شامل ہے۔ مالک اصلی اور حاکم حقیقی کون ہے؟ اور ہے یا نہیں۔ اب اگر ہم اس کا مالک کسی خالق الکل اور مقتدر اعلیٰ ہستی کو مانتے ہیں (جیسا کہ میں خیال رکھتا ہوں کہ اس ایوان کے تمام ارکان و اعضا کا یہ عقیدہ ہوگا) تو ہمارے لئے یہ تسلیم کرنا ناگزیر ہوگا کہ کسی مالک۔ کی خصوصاً اس مالک علی الاطلاق کی ملک میں ہم اسی حد تک تصرف کرنے کے مجاز ہیں۔ جہاں تک کہ وہ اپنی مرضی سے ہمیں اجازت دیدے۔ ملک غیر میں کوئی غاصبانہ تصرف ہمارے لئے جائز نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ کسی مالک کی اجازت و مرضی کا علم اس کے تبلانے ہی سے ہو سکتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسی لئے بھیجے۔ اور وحی ربانی کا سلسلہ اسی لئے قائم کیا کہ انسانوں کو اس کی مرضی اور اجازت کی صحیح حدود معلوم کرا دی جائیں۔ اسی نقطہ خیال کے پیش نظر ریزولیوشن میں "اسی کی مقرر کردہ حدود کے اندر" کے الفاظ رکھے گئے ہیں۔ اور یہی وہ بنیادی نقطہ ہے جہاں سے دینی اور خالص مادی

حکومتوں کی آئینیں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتی ہیں۔

قائداعظم کا خط

یہ نظریہ کہ دین و مذہب کا تعلق انسان اور اس کے مالک سے ہے۔ بندوں کے باہمی معاملات سے اسے کچھ سروکار نہیں۔ نہ سیاست میں اس کا کوئی دخل ہے۔ اسلام نے کبھی تسلیم نہیں کیا ممکن ہے دوسرے مذاہب جو آج کل دنیا میں موجود ہیں ان کے نزدیک یہ نظریہ درست ہو۔ اور وہ خود کسی جامع و حاوی نظام حیات سے تہی دامن ہوں۔ مگر جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ایسے تصور کی اس میں کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ اس کی تمام تر تعلیمات اس باطل تصور کی دشمن ہیں۔ قائداعظم مرحوم نے اگست ۱۹۴۴ء میں گاندھی جی کے نام جو خط لکھا تھا اس میں لکھتے ہیں۔

"قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری عسکری اور تعزیری۔ معاشی اور معاشرتی۔ غرض کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امور حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک، دنیوی زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا و سزا تک۔

ہر فعل و قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہذا جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہیں تو حیات اور مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں"

۴۵ء میں قائداعظم نے عید کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ۔

"ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات و اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ قرآن کریم مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانون حیات ہے۔ یعنی مذہبی۔ معاشرتی۔ تجارتی تمدنی۔ عسکری۔ عدالتی۔ اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلعم کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان

کے پاس اللہ کے کلام پاک کا ایک نسخہ ضرور رہے اور وہ اس کو بغور وخوض مطالعہ کرے تاکہ یہ اس کی انفرادی و اجتماعی ہدایت کا باعث بھی ہو۔"

کلیسائی حکومت نہیں قائدِ اعظم نے ان خیالات و عزائم کا بار بار اظہار کیا ہے۔ کیا ایسی واضح اور مکرر تصریحات کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ سیاست و حکومت مذہب سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی۔ یا یہ کہ اگر آج قائدِ اعظم زندہ ہوتے تو یہ تجویز مقاصد پیش نہیں ہو سکتی تھی قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ہ (۵ والمحصنت ۵ - سورۃ النساء - رکوع ۹) اور ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون ط . . . . الظلمون ط الفسقون ط (پارہ لا یحب اللہ ۶ سورہ المائدہ رکوع ۷) اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں دینی حکومت کے معنی "پاپائیت" یا "کلیسائی حکومت" کے نہیں ہیں بھلا جس بت کو قرآن نے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کہہ کر توڑا ہے وہ اسی کی پرستش کو جائز رکھ سکتا ہے۔

اسلامی حکومت سے مراد وہ حکومت ہے جو اسلام کے بنائے ہوئے اعلیٰ اور پاکیزہ اصولوں پر چلائی جائے اس لحاظ سے وہ ایک خاص قسم کی اصولی حکومت ہوگی ظاہر ہے کہ کسی اصولی حکومت کو چلانا خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی (جیسے روس کی اشتراکی حکومت) دراصل ان ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو ان اصولوں کو مانتے ہوں۔ جو لوگ ان اصولوں کو نہیں مانتے ایسی حکومت انتظام مملکت میں ان کی خدمات تو ضرور حاصل کر سکتی ہے مگر مملکت کی جنرل پالیسی یا کلیدی انتظام کی باگ ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑ سکتی۔

نیابتی حکومت اسلامی حکومت اصل میں انسانی حکومت نہیں بلکہ نیابتی حکومت ہے۔ اصل حاکم خدا ہے۔ انسان زمین پر اس کا خلیفہ (نائب)

ہے جو حکومت اور حکومت کے اصول پر دوسرے مذہبی فرائض کی طرح نیابت کی ذمہ داریوں کو بھی مقررکردہ حدود کے اندر پورا کرتا ہے

مکمل اسلامی حکومت۔ حکومت راشدہ ہوتی ہے لفظ "رشد" حکومت کے انتہائی اعلیٰ معیار حسن وخوبی کو ظاہر کرتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ حکومت، حکومت کے کارکن اور مملکت کے عوام کو نیکوکارہ ہونا چاہیئے قرآن نے حکومت اسلامی کی یہی غرض و غایت قرار دی ہے کہ وہ انسانوں کو اپنے دائرہ اقتدار میں نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے اسلام آج کل کی سرمایہ پرستی کے خلاف ہے۔ اسلامی حکومت اپنے خاص طریقوں سے جو اشتراکی طریقوں سے الگ ہیں۔ جمع شدہ سرمایہ کی مناسب تقسیم کا حکم دیتی ہے اس کو دائر وسائر رکھنا چاہتی ہے مگر اس کام کو اخلاقی نیز قانونی طریقہ پر عام خوشدلی۔ عدل اور اعتدال کے ساتھ کرتی ہے۔ اسلامی حکومت شخصی ملکیت کی نفی نہیں کرتی۔ مناسب حد تک راس المال رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ زائد سرمایہ کے لیئے ملی بیت المال قائم کرتی ہے جس میں سب کے حقوق مشترک ہیں اور اسی سرمایہ کی تقسیم سے سرمایہ اور افلاس کے درمیان توازن اور اعتدال کو بحال رکھی ہے۔

شوریٰ اسلامی حکومت کی اصل ہے۔

امرھم شوریٰ بینھم) پارہ الیہ یرد ۲۵ سورۃ الشوریٰ رکوع ۴

شہنشاہیت کو ختم کرنیوالا پہلا ادارہ

اسلامی حکومت دنیا میں پہلا ادارہ ہے جس نے شہنشاہیت کو ختم کر کے استصواب رائے عامہ کا اصول جاری کیا اور بادشاہ کی جگہ عوام کے انتخاب کردہ امام (قائد حکومت) کو حکومت عطا کی۔ محض توریث یا جبر و استبداد کے راستوں سے بادشاہ بن بیٹھنا اسلام کے منشا کے سراسر خلاف ہے وہ جمہور کی مرضی اور انہیں کے ہاتھوں سے اسٹیٹ کو اقتدار و اختیار دلاتا ہے۔ ہاں انہیں یہ حق نہیں دیتا کہ وہ امارت کی کوئی تنظیم نہ کریں اور اقتدار اپنے ہی پاس روک کر انتشار۔ ابتری اور طوائف الملوکی پھیلا دیں یہ اولیت کا ایسا شرف ہے جو اسلامی حکومت کو دنیا کی تمام جمہوریتوں پر حاصل ہے

اسلامی سلطنت کا بلند ترین منتہائے خیال یہ ہے کہ سلطنت کی بنا جغرافیائی، نسلی، حرفتی اور طبقاتی قیود سے بالاتر ہو کر انسانیت اور ان اعلیٰ اصولوں پر ہو جن کی تشہیر و ترویج کے لئے وہ قائم کی جاتی ہے۔

اسلامی حکومت پہلی حکومت ہے جس نے اس منتہائے خیال کو پورا کرنے کے لئے اپنی خلافت راشدہ کی بنیاد انسانیت پر رکھی۔ یہ حکومت اپنے کاموں میں رائے عامہ۔ مساواتِ حقوق۔ آزادیٔ ضمیر اور سادگی کا امکانی حد تک خیال رکھتی ہے۔

اقلیتوں کے حقوق

اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اپنے قلمرو میں بسنے والے تمام غیر مسلموں کی (جو معاہد یعنی وفادار ہوں) جان، مال، آبرو، مذہبی آزادی اور عام شہری حقوق کی پوری حفاظت کرے اگر کوئی طاقت ان کے جان، مال وغیرہ پر دست اندازی کرے تو حکومت اس سے جنگ کرے۔ اور ان پر کوئی ایسا بار نہ ڈالے جو ان کے لئے ناقابل تحمل ہو جو ملک صلحاً حاصل ہوا ہو وہاں کے غیر مسلموں کے یہ حقوق محض اکثریت کے رحم و کرم پر نہیں بلکہ خدا کا عائد کیا ہوا ایک فرض ہے جس سے کسی وقت انحراف جائز نہیں۔

اس کے بعد دینی حکومت کی مزعومہ خرابیوں کا جہاں تک تعلق ہے جواب میں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ علم و تحقیق کی روشنی میں موجودہ ترقی یافتہ حکومتوں کے طور طریقوں کو خلفائے اربعہ کے بے داغ عہد حکومت کے مقابلہ میں رکھ کر مفاد عامہ کے لحاظ سے وزن کر لیا جائے۔ آج ظلم و جبر۔ عہد شکنی۔ مالی دستبرد۔ کشت و خون۔ بربادی و ہلاکت۔ انسانی جماعتوں کی باہم دشمنی۔ افراد کی عدم مساوات اور جمہور کے حقوق کی پامالی کی جو مثالیں دوربین سے دیکھے بغیر نظر آ رہی ہیں خلفاء کے ترقی یافتہ عہد میں اس کا خفیف سا نشان بھی نہ ملے گا۔ غرض کہ بیان کردہ خرابیاں مذہبی طرز حکومت کی خرابیاں نہیں ہیں بلکہ اُن انسانی گمراہیوں سے اخذ کی گئی ہیں۔ جنہوں نے خالص مادی طرز حکومت کی داغ بیل ڈالی ہے۔

پہلے کیوں نہ سوچا؟ میں سمجھتا ہوں کہ گاندھی جی نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا تھا جب ۱۹۳۷ء میں آپ نے کانگریسی وزرا کو یہ ہدایات دیں کہ تم ابوبکر اور عمر کی سی حکومت قائم کرو۔ نیز قائد اعظم مرحوم نے دستور کی اس اساس کی طرف اشارہ کیا تھا جب ۱۹۴۳ء میں بمقام جالندھر آل انڈیا اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے فیصل کر دیا تھا۔ انہوں نے نومبر ۱۹۴۵ء میں پیر صاحب مانکی شریف کے نام جو خط لکھا اس میں صاف لکھدیا تھا کہ اس بات کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ قانون بنانے والی جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی۔ پاکستان کے لئے ایسے قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے اس قسم کے اعلانات قیام پاکستان سے پہلے قائد اعظم اور دوسرے زعماء لیگ کی طرف سے برابر ہوتے رہے جن کا بخوف طوالت ہم استیعاب نہیں کر سکتے۔ بہر حال ان بیانات کے پڑھنے کے بعد کسی مسلم یا غیر مسلم کو ہمارے مقصد اور مطمع نظر کو سمجھنے میں کوئی ابہام اور اشتباہ نہیں رہ سکتا اور جس قدر باتیں آئین و نظام اسلامی کے متعلق بطور اعتراض آج کہی جا رہی ہیں ان سب کے سوچنے کا وقت وہ تھا جب پوری صراحت کے ساتھ یہ اعلانات کئے جا رہے تھے جب یہ سب جان کر اور سمجھ کر دوسری قوم نے تقسیم ہند کے فیصلہ پر دستخط کئے اور پاکستان کی اقلیت نے ان مقاصد کو مانتے ہوئے ہمارے ساتھ اشتراک عمل کیا اب پاکستان قائم ہونے کے بعد اس نقطۂ نظر سے انحراف کی کوئی وجہ جواز ان کے پاس موجود نہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ انڈین یونین کا قیام ہندو اور نیشنلسٹ مسلمانوں کی مخلوط مساعی سے عمل میں آیا ہے لیکن پاکستان کا حصول خالص مسلم قوم کی مساعی اور قربانیوں کا رہین منت ہے اور ان کی قومی خصائص و ممیزات کے تحفظ کا داعیہ اس کا محرک ہوا ہے۔ اب اگر ایسی سیدھی اور صاف بات کو بھی بھلا دیا جائے تو اس کا کچھ علاج ہمارے پاس نہیں۔

کمیونزم کا سیلاب

اس موقعہ پر یہ بات فراموش نہ کیجئے کہ آج دنیا میں معاشی اختلال اور اقتصادی عدم توازن کی وجہ سے ملحدانہ اشتراکیت (کمیونزم) کا سیلاب ہر طرف سے بڑھتا چلا آ رہا ہے اس کا صحیح اور اصولی مقابلہ اگر دنیا میں کوئی نظام کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام کا اقتصادی نظام ہے۔ اگر ہم پاکستان یا عالم اسلامی کو اس بھیانک خطرہ سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ پاکستان میں صحیح اسلامی نظام کا اعلان و آغاز کریں۔ اور تمام اسلامی ممالک کو اسلام کے نام پر اسی کی دعوت دیں اگر اس طرح تمام اسلامی ممالک آئینی طور پر متحد ہو گئے تو قدرتی طور پر وہ وحدت اسلامی قائم ہو جائے گی جس کی ہم بہت مدت سے آرزو رکھتے ہیں۔ اور جو اشتراکیت و سرمایہ پرستی دونوں کی روک تھام کے لئے مضبوط آہنی دیوار کا کام دے گی۔

بہت سے لوگوں کا یہ خیال گزرتا ہے کہ ابھی تک ہمارا کاروبار جس ڈگر پر چل رہا ہے اسلامی ملک اور اسلامی آئین کا اعلان کر کے ہم سے ایکدم کیسے بدل سکتے ہیں۔ یہ تو ہمارے اجتماعی حالات میں ایسا انقلاب عظیم ہو گا جو ہماری قومی زندگی کی کایا پلٹ کر دے گا۔ اور جس کے لئے ہمیں جدید کانسٹی ٹیوشن کے چلانے کے لئے کثیر تعداد میں مناسب رجال کار تیار کرنے پڑیں گے اور بہت طویل عرصہ درکار ہو گا

میں کہتا ہوں کہ ان حضرات کا یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے۔ لیکن اسلامی نظام کا مطالبہ کرنے والے اسے بخوبی محسوس کرتے ہیں کہ اسلامی آئین و نظام کے اعلان سے غرض یہ ہے کہ مملکت کا اصلی نصب العین اور اس کی انتہائی منزل مقصود واضح ہو جائے۔ تاکہ اس کی روشنی میں ہمارا جو قدم اٹھے وہ ہم کو آخری منزل سے قریب تر کرنے والا ہو۔ یہ کام ظاہر ہے کہ بتدریج ہو گا اور بتدریج ہی ہو سکتا ہے جو کام فی الحال کئے جا سکتے ہیں۔ وہ فوراً کرنے ہوں گے اور جن کاموں کے لئے سر دست حالات سازگار نہیں وہ فوراً نفاذ پذیر نہ ہوں گے بلکہ حکیمانہ اسلوب پر حالات کو سازگار بنانے کی ہر امکانی کوشش عمل میں لائی جائے گی۔ بہر حال انسان اس چیز کا مکلف ہے جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے یہی وہ بات ہے۔

ہونے سے تقسیم سے قبل اپنے مختلف بیانات وخطبات میں کھول کر کہہ چکا ہوں۔ چنانچہ خطبہ لاہور میں میں نے عرض کیا تھا کہ یہ اعلیٰ اور پاک نصب العین ممکن ہے کہ بتدریج حاصل ہو تاہم ہر دوسرا قدم جو اٹھایا جائے گا انشاء اللہ پہلے قدم سے زیادہ مسلم قوم کو اس مجبوب نصب العین قریب تر کرے گا۔ جس طرح رات کی تاریکی آہستہ آہستہ کم ہوتی اور دن کی روشنی بتدریج پھیلتی ہے یا جس طرح ایک پرانا مریض دھیرے دھیرے صحت کی طرف قدم اٹھاتا ہے دفعتہً وبغتہً بیماری سے چنگا نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح پاکستان ہماری قومی صحت اور ہماری مکمل ترین آزادی کے نصف النہار کی طرف تدریجی قدم اٹھائے گا۔

ڈھیلے ڈھالے ریزولیوشن سے گھبرائیے نہیں

جناب صدر محترم۔ آخر میں ایوان ہذا کے معزز ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ اس ڈھیلے ڈھالے ریزولیوشن سے گھبرانے اور وحشت کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسلامی فرقوں کے اختلافات تحریک پاکستان کی برکت سے بہت کم ہو چکے ہیں۔ اور اگر کچھ باقی ہیں تو انشاء اللہ برادرانہ مفاہمت سے صاف ہو جائیں گے کیونکہ تمام اسلامی فرقے اور ملک آج اسلامی نظام کی ضرورت کو بہت شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے غیر مسلم دوست بھی اگر ایک مرتبہ تھوڑا سا تجربہ کر کے دیکھ لیں گے تو اگلی پچھلی سب تلخیاں بھول جائیں گے اور بہت مطمئن رہیں گے بلکہ فخر کریں گے کہ ہم سب پاکستانیوں نے مل کر عام ہیجان اور اضطراب کے زمانے میں انسانیت عامہ کی اس قدر عظیم الشان خدمت انجام دی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

اب بڑا اہم کام ہمارے سامنے یہ ہے کہ دستور سازی کی مہم ایسے قابل، فہیم، مضبوط اور محتاط ہاتھوں کے سپرد ہو جو اس ریزولیوشن کے خاص خاص نکتوں کی حفاظت کر سکیں اس کے محوا کو بخوبی سمجھ سکیں اور جو دستور تیار کیا جائے وہ صحیح لائن سے ہٹنے نہ پائے یہ بہت کٹھن مرحلہ ہے جو اللہ ہی کی توفیق سے آسان ہو گا۔ بہر حال ہم آئندہ کام کرنے میں ہر قدم پر اسی چیز کے منتظر رہیں گے۔

قراردادِ مقاصد

اور

جماعت اسلامی کے اہم فیصلے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے مسلمانانِ پاکستان کے مسلسل اور متفقہ مطالبہ سے متاثر ہو کر بالآخر اپنے اجلاس منعقدہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد کو پاس کر کے وہ فرض ادا کر دیا ہے جو اسے آج سے سترہ ماہ پہلے یعنی قیام پاکستان کے فوراً بعد انجام دینا چاہیے تھا۔ لیکن اس قرارداد کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مجلس شوریٰ محسوس کرتی ہے کہ ہماری دستور ساز اسمبلی نے جماعت اسلامی اور ملک کے دوسرے دیندار عناصر کے مطالبے کے مطابق سیدھے سادے الفاظ میں ریاست کے مسلمان ہونے کا اعلان کرنے کی بجائے دنیا میں کفر و باطل کے غلبۂ عمومی کے باعث اور گرد و پیش کے غیر مسلموں سے متاثر ہوتے ہوئے گویا دبی زبان سے اظہار اسلام کیا ہے۔ چنانچہ قرارداد مذکور میں ریاستِ پاکستان کے ساتھ لفظ "اسلامی" کا استعمال کہیں نہیں کیا گیا اور نہ صراحت کیساتھ یہ کہا گیا کہ ریاست کے قانون کا ماخذ کتاب و سنت ہوں گے۔

تاہم مجلس شوریٰ کی رائے میں دستور ساز اسمبلی نے اس قرارداد کو منظور کر کے اُن کم از کم آئینی شرائط کو پورا کر دیا ہے جو ایک مملکت کو اسلامی حیثیت دینے کیلئے ضروری ہیں مثلاً قرارداد میں تسلیم کر لیا گیا ہے کہ:- (۱) پوری کائنات کی حاکمیت اللہ ہی کے لئے ہے

(۲) اللہ تعالیٰ نے جو اقتدار دولتِ پاکستان کو اُس کے باشندوں کے توسط سے تفویض فرمایا ہے وہ ایک مقدس امانت ہے۔

(۳) پاکستان کی حکومت اس اقتدار کو اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود کے اندر نیابتاً استعمال کرے گی

(۴) پاکستان کے نئے دستور کی رو سے مسلمانوں کو لازماً اس قابل بنایا جائیگا کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کی اُن تعلیمات اور تقاضوں کے مطابق جو قرآن و سنت میں مذکور ہیں مرتب و منظم کریں

۵۔ اس دستور کی رو سے اسلام کی تبلائی ہوئی جمہوریت، آزادی، معاشرتی انصاف اور رواداری کے اصولوں کی پوری پوری پابندی کی جائیگی۔

بنابریں مجلس شوریٰ اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے یہ قرارداد منظور کر کے جماعت اسلامی کے مطالبے کی روح و منشا کے عین مطابق دستور مرتب کیا جائے تو اس میں ریاست کے قانون کا ماخذ کتاب و سنت کے سوا کسی اور شئے کو قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۲۔ اس مرحلے پر مجلس شوریٰ ملک و ملت کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرادینا اپنا فرض سمجھتی ہے کہ ہماری معاشی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کی مختلف بیماریاں مثلاً جبر و استبداد، رشوت ستانی معاشی عدم توازن، خیانت، خویش پروری اور عام اخلاقی انحطاط جو ہمارے طویل دور زوال اور کافرانہ تسلط کا نتیجہ ہیں۔ پہلے بھی ملک و ملت کے لئے مضر تھیں جن کے تدارک کی کچھ نہ کچھ کوشش بھی ہوتی رہی ہے مگر اب پاکستان کے ایک اسلامی ریاست میں تبدیل ہو جانے کے بعد ان خرابیوں کا زیادہ عرصہ تک باقی رہنا نہ صرف پاکستان اور اس کے باشندوں کیلئے نقصان دہ ہوگا بلکہ ایک اسلامی ریاست اور خود اسلام کو بھی بدنام کرنے کا باعث ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اب یہ تمام خرابیاں براہ راست اسلام کی طرف منسوب کی جائیں گی لہٰذا اس صورت حال کو جلد از جلد ختم کرنے کی کوشش ہونی چاہیئے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ:—

(۱) دستور ساز اسمبلی قرارداد مقاصد کی روح اور منشا کے مطابق جلد از جلد نیا دستور مرتب کرے جس میں اس کی صراحت کر دی جائے کہ پاکستان کے قانون کا ماخذ کتاب و سنت ہوگا اور آئندہ کوئی ایسا قانون، بل یا آرڈیننس وغیرہ نافذ نہ کیا جائیگا جو شریعت اسلامی کیخلاف پڑتا ہو

(ب) حکومت اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے جلد از جلد عمال حکومت اور عوام کی اخلاقی تربیت اور اصلاح کا منظم پروگرام مرتب کرے اور اس پروگرام کو جلد از جلد کامیاب بنانے کے لئے ایک طرف خود اپنے ذرائع اور وسائل کو استعمال کرے اور دوسری طرف عوام کا بھی پورا پورا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

ہو کر قبول کر لیا ہے بلکہ اس قرارداد کے الفاظ اور اس کے مضمرات و مقتضیات کو ادا ہے اور

(ج) عوام بھی اپنی نئی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اب اپنی زندگیوں میں اسلام کو عملاً نافذ کرنے کی کوشش کریں اور حکومت کے اصلاحی اور تعمیری پروگرام کو کامیاب بنائیں

مجلس شوریٰ کو توقع ہے کہ اس طرح انشاءاللہ کم از کم عرصہ میں وہ سازگار ماحول پیدا ہو جائیگا جو نئے دستور کے نفاذ اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے ناگزیر ہے اور پاکستان دنیا کے سامنے اسلام کے صالح اور متوازن نظام حیات کا عملی نمونہ پیش کر کے پوری انسانیت کو امن و انصاف اور سلامتی کا پیغام دینے کے قابل ہو سکیگا۔

۳۔ مجلس شوریٰ دستور ساز اسمبلی سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ نیا دستور مرتب کرنے کے لئے اُن تمام علماء و مفکرین کا تعاون پوری فراخدلی سے حاصل کرے جو گہری دینی بصیرت رکھنے کے ساتھ ساتھ موجودہ زمانے کے حالات و ضروریات پر اسلامی احکام کو منطبق کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں۔ نیز ایسے تمام علماء و مفکرین سے درخواست کرتی ہے کہ وہ قرارداد مقاصد کی روح اور منشا کے مطابق دستور مرتب کرنے میں دستور ساز اسمبلی کی پوری پوری امداد کریں۔

۴۔ مجلس شوریٰ محسوس کرتی ہے کہ پاکستان کے لئے صحیح اسلامی بنیادوں پر دستور کی ترتیب اور اُس کے نفاذ کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے میں جماعت اسلامی پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ اس کا مقصدِ وجود ہی اقامت دین ہے اس لئے وہ تمام ارکان جماعت ہمدرداں اور متفقین کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے حتی الوسع اپنی تمام خداد صلاحیتوں کو استعمال کریں اور جہاں جہاں ممکن ہو حکومت اور دوسرے ملی اداروں کی اصلاحی اور تعمیری جدوجہد میں اُن کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔

۵۔ آخر میں مجلس شوریٰ انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ اُس مُنعم حقیقی کا شکریہ ادا کرتی ہے جس کے خاص فضل و کرم اور نصرت و تائید سے ایک طویل دور انحطاط کے بعد دین قیم کے احیاء و قیام کے آثار نظر آنے لگے ہیں اور پورے اِلحاح و تضرع سے دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حکومت اور ملت کو بہترین توفیق و ہدایت بخشے اور صحیح راہ عمل پر گامزن ہونے کی طاقت عطا فرمادے۔ آمین!

سلسلۂ اشاعت ۱۰ ـــ سال ۵-۹-۱۹۴۹ء

APR 3 1988
MAR 22/89

Gaylord
PAMPHLET BINDER
Syracuse, N. Y.
Stockton, Calif.